

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

## نقش آغاز

بجاء اللہ ملک میں پہلی دفعہ آزادانہ بالغ رائے دہی کی بنیاد پر انتخابات مکمل ہوئے اور قومی و صوبائی اسمبلیاں تشکیل پذیر ہوئیں۔ قوم نے جیسے سمجھا اپنا فیصلہ صادر کر دیا، انصاف کی حدود کو قائم رکھنے میں موجودہ حکومت کا فی حد تک کامیاب رہی، اور اس طرح اس نے پاکستان کی تاریخ میں ایک اچھا نمونہ قائم کر دیا۔ قوم کی اکثریت نے جو فیصلہ دیا ہے اس کی جھلائی یا برائی بھی جلد سامنے آجائے گی۔ اس فیصلہ کے محرکات اور اسباب نہایت گہرے اور عمیق تھے، مگر جو راستہ اختیار کیا گیا اس میں شک نہیں کہ قوم کی اکثریت نے اس سلسلہ میں جذباتی پن اور سطحیت کا مظاہرہ کیا ہے۔ بریشتانی، تذبذب، نگرہی انتشار اور مشکلات کے جس پورا ہے پر ہم کھڑے تھے خود غرض سیاستدانوں نے اس سے پورا فائدہ اٹھایا اور ایک سنہری زندگی کے نقشہ میں نمود کر کے حسب طرف چاہا مسلمانوں کو سکھل دیا۔ حالات اور محرکات بر لحاظ سے اس علاج طلب تھے، مگر بیماری کا علاج جس نسخہ میں ڈھونڈا گیا ہے اس کی ہلاکت آفرینی بھی جلد آشکارا ہو جائے گی۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے اس رخ پورے معاشرہ پر ایک بھرپور تازیانہ لگایا ہے۔ اور ظاہری سیلاب کے جس رو کی لپیٹ میں مشرقی پاکستان چند دن قبل آچکا تھا انتخابات کی شکل میں ایک روحانی اور نگرہی سیلاب آیا اور غمزدہ و تدبیر، اصابت رائے، سنجیدگی اور متانت کے تمام آثار کو بہا کر لے گیا مگر یہ فیصلہ جتنا جذباتی اور عاجلانہ ہے اتنا پریشان کن نہیں کہ حالات سدھرنے سے ایسی ہی اختیار کی جائے۔ سطحی فیصلے اور جذباتی نعرے بہت جلد اپنی اصلی شکل میں آجا کر ہو کر تدارک اور تلافی کا سبب بن جاتے ہیں۔ یہاں کی اکثریت ہر حال میں اپنی نجات اور کامیابی کا راستہ وہی سمجھ رہی ہے جسے چودہ سو سال قبل نبی امی علیہ السلام نے روشن فرمایا ہے۔ یشکست اس عقیدہ اور نظریہ کی نہیں ہے، جس پر مسلمانوں کے دین اور ملت کی عمارت اٹھائی گئی ہے بلکہ اس اختلاف و انتشار کی ہے، جسے قوم کے رہنماؤں نے اپنا شیوہ بنائے رکھا، اُن کھوکھلے نعروں کی ہے جو عمل سے ہم آہنگ نہ تھے اُن منافقانہ دعوؤں کی ہے، جس سے کردار جوڑ نہیں کھا رہا تھا، جن لوگوں نے

۲۳ سال کے طویل عرصہ میں اسلام اور مسلمانوں کو مشن ستم بنانا کراس موڑ تک پہنچا دیا تھا، ان کے منہ سے اسلام اور نظریہ پاکستان کے نعرے نہیں جھگتے تھے۔ قوم نے اگر انتقام لیا ہے تو ایسی منافقانہ قیادت سے اور بغاوت کی ہے تو ایسے پیشہ ور سیاستدانوں اور آزمائے ہوئے قائدین سے۔ بیشک قوم کے سامنے اسلام اور یقین کی روشنی بھی رکھی گئی، مگر دوسری طرف ایسے نعرے تھے جو نہایت حاذب ہونے کے ساتھ ساتھ اسلام کے مٹے پڑ جانے کی وجہ سے دو آتشہ تاثیر رکھتے تھے حقیقت ایک بار پھر نگاہوں سے چھپ گئی اور قوم ظلم وعدوان کے ایک اندھیرے سے نکل کر نئی تاریکی میں ڈوب گئی۔



تاریکی کے یہ بادل چھٹ سکتے ہیں اور سامان بڑی آسانی سے اپنی لیلائے مقصود اسلامی نظام حیات سے ہلکا ہو سکتے ہیں، بشرطیکہ اسلامی درو رکھنے والے طبقے اور ملک و ملت کے خیر خواہی کا جذبہ رکھنے والے لیڈر اب بھی کچھ سستی سیکھ لیں اور جن اسباب نے ناکامی کا منہ دکھایا ہے اسکی اصلاح اور تلافی کیلئے اپنی ساری قوتیں مجتمع کرنی جائیں اگر وہ اتحاد و یکجہالت، خلوص و ملتیت، ایمان و یقین، اور عمل و اخلاص کا ہتھیار لے کر ایک بار پھر میدان میں کود پڑے تو دیکھیں گے کہ پوری ملت ان کے دعوت پر لبیک کہہ رہی ہے۔



اس انتخاب کی حیثیت ایمان و یقین کے لئے ایک نازک ترین آزمائش کی تھی، بہت سے لوگ اور جماعتیں اس سے سرخرو ہو کر نکلیں اور کافی لوگ اس نہر طاوت میں ڈگمگا کر پھسل گئے ہیں خوشی ہے کہ علماء کرام کی ایک عظیم نمائندہ جماعت اور طائفہ حق جمعیتہ العلماء اسلام اس امتحان میں اپنا سب کچھ داؤ پر لگا کر مردانہ وار میدان میں کود پڑا اور دعوت حق، اعلاء کلمۃ اللہ اور توحی بالصبر والحق کا حق ادا کر دیا۔ الیکشن کے مختصر عرصہ میں جمعیتہ العلماء اسلام کے رضا کاروں اور اس سے وابستہ لاکھوں مسلمانوں نے جس بے بگڑی، پامردی اور استقامت کے ساتھ دین کی آواز اور اسلامی امن کی قدر و قیمت و اہمیت ملک کے دور دراز علاقوں تک پہنچائی اس کا عشر عشر بھی پاکستان کی طویل زندگی میں نہیں ہو سکا۔ سخت آزمائشوں، مقابلوں اور اپنوں پر ایوں کی ستم کاریوں کا خندہ نشانی اور صبر و حوصلہ سے سامنا کر کے اپنے مشن کو عوام تک پہنچایا اور اس طرح دنیا و آخرت میں فرض کی ادائیگی اور اللہ کی بارگاہ میں سرخروئی کا سامان کر کے اپنے اکابر کی نیابت کا حق ادا کیا گیا۔ نتائج اللہ

کے ہاتھ میں ہیں۔ ویفعلی اللہ مالینشاء مگر جس دین کے یہ لوگ مناد تھے اُس کے ہادی دہہرنے انہیں سب سے سکھایا ہے کہ اعلاء کلمۃ اللہ کی راہ میں کوئی عمل، کوئی قول اور کوئی محنت ضائع اور رائیگاں نہیں باقی۔ اور الحمد للہ کہ ظاہری لحاظ سے بھی ترجیحیت کے اکابر ناکام نہیں ہیں۔ بلکہ اسلام کا جھنڈا بلند رکھنے کے لئے بہت سے ممتاز اکابر علماء اہل ان اقتدار میں پہنچ کر لا الہ الا اللہ کی اذان کیلئے کمر بستہ ہیں، سارے مسلمانوں کی نگاہیں ان پر لگی ہیں اور اُس بندھ گئی ہے۔



قانون ساز اسمبلی کی اہمیت اور حالات کی نزاکت کو دیکھ کر بہت سے ایسے اکابر علماء بھی اس عمارتِ میدان میں کود پڑے تھے جو بظاہر درس و تدریس و عظ و تبلیغ، اصلاح و ارشاد کے مشاغل میں سخت مصروف اور اس میدان سے کوسوں دور تھے۔ مگر وقت کی آواز تھی کہ جس فریضہ کی ادائیگی مسجد و محراب مدرسہ و خانقاہ کے گوشہ عافیت میں ہو رہی ہے۔ اب اس کی ادائیگی کے لئے حق و باطل کی رزم گاہ میں بھی کودنا چاہئے۔ یہی وجہ تھی کہ دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم و شیخ الحدیث امام الحق کے سرپرست حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ بھی دیگر اجدہ اکابر کی طرح صنعت اور گوناگوں علمی و دینی مشاغل کے باوجود اکابر کے اصرار اور مسلمانوں کے پیہم تقاضوں اور دینی مسئولیت کی بنا پر مجبوراً آئین ساز اسمبلی کیلئے انتخاب میں شامل ہونے پر آمادہ ہوئے۔ حالات جیسے بھی پیش آئے اور مقابلہ بیک وقت کئی محاذوں پر جتنا بھی شدید ہوا، مگر اسباب و وسائل کی کمی کے باوجود خداوند قدوس نے اپنے دین کی لاج رکھ لی۔ اور بحمد اللہ عز و جل کہ حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ عظیم اکثرت سے کامیاب ہوئے، اس سلسلہ میں مقابلہ جتنا نازک تر ہوتا جا رہا تھا حلقہ انتخاب کے غیور مسلمانوں کی اکثریت کا جذبہ مومنانہ، اخلاص و محبت اور ہر قسم مادی تعلقات کی قربانی اور ایثار بھی اتنا ہی بڑھتا جا رہا تھا جو یقیناً بارگاہ ایزدی سے صد ہزار تبریک و تحسین کا مستحق بنے گا۔ انہوں نے جو کچھ بھی کیا محض اللہ کی رضا کے لئے اور نہ صرف اسی حلقہ میں بلکہ شمال مغربی سرحدی علاقہ کے اکثر غیور اور دیندار مسلمانوں نے اسی جذبہ سے ہر تحریک ہر نظریہ اور ہر دلفریب نعرہ کو ٹھکرایا اور علمائے حق کی آواز پر لبیک کہہ کر پورے پاکستان کے مسلمانوں کی لاج رکھ لی۔

